

تین مختلف آدمی!

کرنل صاحب کافی عرصے سے ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں۔ میرے والد صاحب کے پرانے دوست۔ انکے خاندان سے ہمارا دوپیڑھیوں کا تعلق ہے۔ انتہائی مذہبی، ایماندار اور محبت کرنے والا انسان۔ لہجہ میں حد درجہ شائستگی موجود ہے۔ دو دن پہلے انہوں نے تفصیلی پیغام بھیجا۔ پھر فون پر طویل بات ہوئی۔ حد درجہ غمگین نظر آئے۔ آواز بھرائی ہوئی تھی۔ کہنے لگے کہ یہ ہمارے ملک کو کیسے چلا�ا جا رہا ہے؟ بر بادی ہو رہی ہے اور تیزی سے ناکام ریاست بنتے جا رہے ہیں۔ انہیں عزت سے بھائی صاحب کہتا ہوں۔ انکی بات سمجھ نہیں پایا۔ کیونکہ یہ الفاظ تو میں کئی سالوں سے خود استعمال کر رہا ہوں۔ رنجیدگی سے کہنے لگے کہ ہمارے موجودہ حکمران کس طرح عوام کی تکالیف میں اضافہ کر رہے ہیں۔ پڑول کی قیمت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اسکو بتدریج بڑھانا چاہیے تھا۔ یک دم، اتنا بڑا اضافہ بالکل غیر مناسب ہے۔ پہلی بار گلہ کیا کہ ہم نے اس ملک کو کس قدر مشکلات سے حاصل کیا تھا۔ جو مہاجر، لٹ پٹ کر پاکستان آئے، انکے گھروں میں اپنے پیاروں کی شہادتوں اور دنیاوی تکالیف کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔ حد درجہ مشکلات صرف اسلیے برداشت کیں کہ اپنے ملک میں ایسی زندگی گزاریں گے۔ جس میں انصاف، ایمانداری اور اسلام کے فلاحتی اصول روا ہوں گے۔ کرنل صاحب نے باقاعدہ گریہ شروع کر دیا۔ اس عظیم قربانی کا ہمیں اور ہماری اولادوں کو یہ صلہ ملا کہ ہر طرف لوٹ مار، کرپشن، جعل سازی، غنڈا گردی اور استھصال ہے۔ مختلف حکمرانوں کے متعلق بات کرتے ہوئے کہا کہ مجھے سابقہ حکمرانوں سے کوئی توقع نہیں تھی۔ لہذا کوئی شکوہ ہی نہیں ہے۔ میں نے تو عمران خان کو ووٹ دیا تھا۔ اپنے حلقة میں تحریک انصاف کے کسی ایم این اے یا ایم پی اے کا نام تک نہیں جانتا۔ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ موجودہ وزیر اعظم اس بری طرح ناکام ہو گا۔ بات ختم ہو گئی۔ کرنل صاحب کے متعلق صرف یہ عرض کرتا چلوں کہ کاروبار کرتے ہیں۔ صاحبِ ثروت ہیں اور انہیں بالکل کسی کو ووٹ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔

کل رات، میرے ایک بیچ میٹ گھر آئے۔ پاکستان کی وزارت خارجہ میں پوری عمر گزار دی۔ تین ملکوں میں پاکستان کے سفیر رہے۔ بے تکلف دوستی ہے، تقریباً چوتیس برس سے۔ بیٹھتے ہی کہا کہ ہوابازی کے وزیر نے جتنا نقسان صرف ایک تقریر سے پہنچا دیا ہے، اس کافی الحال تعین نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا کے ہر ملک میں اسکی بازگشت ہے۔ انڈیا نے وہ بیان اٹھایا اور اپنے سفیروں کے ذریعے دنیا کے ہر اہم آدمی تک پہنچا دیا۔ ہندوستان تو اس وقت خوشی کے شادیاں نے بجا رہا ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ ہوابازی کا وزیر، پہلے ایک انکو ائمہ کروا تا۔ اسکو انہی ای رازدارانہ طریقے سے منطقی انجام تک پہنچاتا۔ جو جو پائلٹ مشکوک ڈگری کا مالک ہوتا، اسے نوکری سے نکالتا۔ مگر اس سیاسی شخص نے اتنا غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا کہ واکٹ ہاؤس تک اسکا ارتعاش محسوس ہوا۔ پاکستان کی ہر جگہ رسوانی ہوئی۔ نقسان اس قدر زیادہ ہو چکا ہے، کہ اب کوئی بھی شخص پی آئی اے پر سفر نہیں کریگا۔ تمام فضائی اندھسٹری میں پاکستانی پائلٹوں کے متعلق ایک شک ڈال دیا گیا ہے۔ یہ شبہ ملک کے خلاف اتنا بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا کہ ہمارے ہواباز اور دیگر عملہ تحقیر کی نظر سے دیکھے جا رہے ہیں۔ ملکی مفاد کے حساب سے طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے تھا کہ ان جعلی یا مشکوک ڈگریوں والے لوگوں کو سفا کانہ طریقہ سے نشانِ عبرت

بنایا جاتا۔ مگر مکمل رازداری سے۔ اپنے دوست کی کسی بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اب، ایک تیسرا واقعہ سنیے۔ میرے ایک دیرینہ دوست کرنی کا قانونی کام کرتا ہے۔ امیر آدمی ہے۔ زندگی میں آزحد محنت کر کے دولت کمائی اور اب ایک اچھی زندگی گزار رہا ہے۔ دفتر کو بیٹھ کے حوالے کر دیا ہے۔ کل، ویسے ہی فون آیا۔ روایتاً پوچھ لیا کہ کاروبار کیسا چل رہا ہے۔ وہ شخص پھٹ پڑا۔ زور سے کہنے لگا کہ تمام کاروبار چوپٹ ہو چکا ہے۔ کاروبار اور ہمیں چور بنادیا گیا ہے۔ آدھے سے زیادہ سٹاف نکال دیا ہے اور بس اب واجبی سادفترہ چکا ہے۔ آزردہ لبجھ سے کہا، پوری زندگی ووٹ نہیں ڈالا۔ پہلی بار اس الیکشن میں لائن میں لگا۔ پرچی بنوائی اور ووٹ دیا۔ صرف اسی کے عمران خان اچھا انسان ہے۔ یہ جن ملکی کمزوریوں کا ذکر کر رہا ہے، وہ درست ہیں۔ یہ شخص ایماندار بھی ہے۔ ہونہ ہو، ملک کی تقدیر بدلتی ہے۔ مگر معاملہ تو بالکل اُلٹ نکلا۔ کاروبار تو خیر رہا ہی نہیں۔ پہلے کام جتنی رشوت دیکر کرواتے تھے، اب رشوت کاریٹ دگنا ہو چکا ہے۔ ہر سر کاری ملازم کامونہہ اتنا کھل چکا ہے کہ ہم جتنے مرضی پسے دے دیں، انکا پیٹ نہیں بھرتا۔ خیر بات ختم ہو گئی۔ صاحبان! یہ تینوں واقعات سو فیصد جیسے ہوئے، آپکے سامنے رکھ دیے ہیں۔ غور کیجئے۔ ان تینوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ ایک فوج کا اعلیٰ افسر، دوسرا سفیر اور تیسرا پختہ کاروباری شخص ہے۔ یہ ایک دوسرے کا نام تک نہیں جانتے۔ پرانکا موجودہ حالات پر تبصرہ حیرت انگیز طور پر یکساں ہے۔ تینوں موجودہ حکومت کو ووٹ دیکر پچھتا رہے ہیں۔ تینوں ایک جیسی ہنگی کوفت سے گزر رہے ہیں۔

ان لوگوں کا سیاست سے دور دور کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ کھاتے پیتے لوگ ہیں۔ ان میں سے کسی نے الیکشن نہیں لڑنا۔ انہیں کسی سیاسی نمائندے کی مدد کرنہیں۔ تینوں میں صرف ایک قدر مشترک ہے۔ تمام نے تحریک انصاف کو ووٹ ڈالا تھا اور اب آزحد پریشان ہیں۔ تکلیف میں ہیں۔ علم نہیں کہ اسلام آباد میں کیا ہو رہا ہے۔ پنجاب میں کیا چل رہا ہے۔ اسی کے دربارے مکمل طور پر کنارہ کش ہوں۔ مگر یہ بات بالکل درست ہے کہ عمران خان کے متعلق منفی عمومی رائے اجماع کی حیثیت اختیار کر رہی ہے۔ آوازِ خلق ہے کہ وزیر اعظم کا اپنے وزراء پر کسی قسم کا کوئی کنٹرول نہیں۔ ہر وزیر اپنے پر آزاد ہے۔ جو چاہتا ہے، فرمادیتا ہے۔ جو لوگ الیکشن کی دشوار ترین چھلنی سے کشید ہو کر آئے ہیں، انکی کوئی اہمیت نہیں۔ غیر منتخب لوگ نظام پر چھاپکے ہیں۔ بلکہ با قاعدہ نوکری کر رہے ہیں۔ جب یہ حکومت ختم ہو گی تو اگلی حکومت میں نوکری شروع کر دینگے۔ وہ تو صرف اپنے مفاد کے تحت موجودہ نظام میں شامل ہیں۔ یہ جذبات اس وقت تقریباً ہر اس انسان کے ہیں، جس نے خان کو ووٹ ڈالا ہے۔ یا تحریک انصاف کو مضمبوط کرنے کی کوشش کی ہے۔ گزشتہ دو برسوں کے واقعات پر سنجیدگی سے غور کریں۔ مندرجہ بالا بیانیہ کو تقویت ملتی ہے۔ چند ہفتوں کے تازہ واقعات کو پرکھیں تو تشویش بڑھ جاتی ہے۔ وزیر سائنس اور ٹکنالوجی نے ایک انٹریو میں چھ ماہ کی ایسی مدت پیش کی، جس میں حکومت کی کارکردگی درست نہ ہوئی تو سیاسی بساط اٹھ سکتی ہے۔ اس انٹریو پر کئی دانا لوگوں نے کہا کہ یہ وزیر اعظم کی مرضی سے دیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ درست بات ہو۔ مگر مجموعی طور پر اس سے تحریک انصاف کی حکومتی ساکھ کو کافی نقصان پہنچا۔ بعد ازاں، یہ کہنا کہ انٹریو کے کچھ حصوں کو سیاق و سبق سے ہٹ کر پیش کیا گیا۔ قلابازی سے کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ بلکہ اُلٹا، مزید سیاسی نقصان ہو گیا۔ بالکل اسی طرح، موحولیات کی خاتون وزیر نے کورونا کے متعلق انتہائی غیر ذمہ دارانہ باتیں کیں۔ سو شل میڈیا انکی تاویلوں سے بھر گیا۔ ہر طرف اس بیان سے مسلک لوگوں نے ایسے ایسے جملے تراش ڈالے کہ انسان پریشان

ہو جاتا ہے۔ مگر کم از کم طالب علم نے نہیں سنا، کہ اس خاتون وزیر نے کسی جگہ پر یہ کہا ہو کہ انکی سائنسی معلومات بہت کم ہیں اور ان سے غلطی ہو گئی ہے۔ علمی کوتاہی کو تسلیم کرنے سے اس وزیر کا قدر حد درجہ بڑھنا تھا۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہوا۔

آگے چلیے۔ تیل کی قیمتوں کو بڑھانے کا جو مرضی جواز دے دیں۔ مگر عام لوگوں کے ذہن میں یہ تاثر پختہ تر ہو گیا کہ جب پڑول کی قیمت کم کی گئی، تو نایاب ہو گیا۔ پڑول پپ پر لوگوں کی قطاریں لگ گئیں۔ عام آدمی پڑول کے حصول کیلئے ذلیل و خوار ہو گیا۔ مگر جب قیمت بڑھائی گئی تو اسی لمحے حکم کو نافذ اعمال کر دیا گیا۔ تیل کی کمپنیوں نے بیٹھے بیٹھے اربوں روپیہ کمالیا۔ تاثر یہی ملا کہ دانستہ طور پر کمپنیوں کو بے جامنافع حاصل کرنے کی چھوٹ دی گئی۔ الزام لگنے شروع ہو گئے۔ جب اس اضافہ کے جواز کیلئے پریس کانفرنس ہوئی تو اس میں ایک تیل کمپنی کے مالک، وزیر پڑولیم کے بالکل برابر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بھی تاویلیں پیش کر رہا تھا کہ اتنا اضافہ کیونکر کیا گیا۔ کسی نے اس سے یہ نہیں پوچھا کہ حضور، آپ کی کمپنی نے اسی گنگا میں سے کتنا جل حاصل کیا۔ کیا وزیر اعظم کو معلوم نہیں ہوا کہ وہ شخص جو خود تیل کے کاروبار میں ایک ادنیٰ شہرت کا حامل ہے۔ جو ہر حکومت کا حصہ رہا ہے۔ جو ایکشن لڑنا تو دور کی بات، بلدیاتی کو نسلرتک منتخب ہو سکتا ہے۔ آخر کون سی مجبوری ہے کہ اس شخص کو، اپنے ہی مالیاتی مفاد کی نگہبانی کیلئے تعینات کر دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم کے میدیا نمائندوں، نے کافی کوشش کی کہ کسی طرح اس منفی تاثر کو زائل کیا جاسکے۔ مگر وہ بری طرح ناکام ہو گئے۔ قیاس یہی ہے کہ تیل کی کمپنیوں نے بھاری معاوضہ دیکھا رہا ہے اغتیار کو خرید لیا اور بس پھر ہر طرف خاموشی چھا گئی۔

بالکل اسی طرح، بھلی بنانے والے کارخانوں پر تھوڑا سا ہاتھ ڈالا گیا تو ہو شر با معائدے سامنے آئے۔ لگتا یہی تھا کہ یہ لوگوں کی رگوں سے خون نچوڑ رہے ہیں۔ انکو قرار واقعی سزا ملے گی۔ مگر پھر ایک دوست ملک کی تاویل کو سامنے رکھ کر مکمل مجرمانہ خاموشی اختیار کر لی گئی۔ اس میں جو لوگ ملوث ہیں، وہی لوگ کھاد کی قیمتوں کے ناجائز تعین میں پیش پیش ہیں۔ ذہن میں مزید بہت سی مثالیں ہیں۔ عرض کروزگا کے تحریک انصاف کا ووٹر اب آزحد ماپوس اور پریشان ہے۔ ہر شعبہ میں غصہ اور بے بسی کا دور دورہ ہے۔ جن تین مختلف آدمیوں کی مثال دی، ان میں صرف ایک امریکسائیں ہے۔ کہ انہوں نے پہلی بار، اس ایکشن میں تبدیلی کو ووٹ ڈالتا تھا۔ اب وہ تمام آنکھوں میں اگلیاں دے دیکھ آنسو بھار ہے ہیں۔ آئندہ ایکشن میں کیا ر عمل ہو گا اسکا بھر پورا ندازہ ہے۔ مگر وزیر اعظم کیا سوچ رہے ہیں۔ کس سے مشاورت کرتے ہیں۔ اس کا کسی کو کچھ بھی پتہ نہیں۔ معلوم نہیں کہ وہ مشاورت کرتے بھی ہیں یا نہیں! کچھ معلوم نہیں!

راوِ منظر حیات